69912-حصص کی زکاۃ کا تفصیلی بیان

سوال

گزارش ہے کمپنیوں کے حصص میں زکاۃ کے متعلق تفصیلات فراہم کریں کہ آیا اس میں زکاۃ ہے یا نہیں، اور اس کی مقدار کیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

السھم : شیئر حصص والی کمپنی کے راس المال میں حصہ کو کہا جاتا ہے جیسا کہ معروف ہے کہ اس حصہ دار کا ثابت شدہ حق ہے.

دیکھیں : الاسھم والسندات (47) موسوعۃ المصطلحات الاقتصادیۃ والاحصائیۃ (775).

حصہ کمپنی کے منافع سے پیدا ہوتا ہے جو کمپنی کی کامیابی اور اس کے منافع میں کمی یا زیادتی کے تابع ہوتے ہوئے کم یا زیادہ ہوتا رہتا ہے، اور خسارہ اور نقصان میں سے بھی اپنا حصہ برداشت کرتا ہے، کیونکہ حصہ کی ملکیت کمپنی کے ایک حصہ کی ملکیت ہے، جو اس حصہ کی مقدار کے مطابق ہوتی ہے.

حصہ یا سھم کی قیمت :

حصص کی کئی ایک قیمتیں ہیں جو ذیل میں بیان کی جاتی ہیں :

1-اسمی قیمت : یہ وہ قیمت ہے جو کمپنی کی تاسیس کے وقت حصہ کی مقرر کی جاتی ہے، اور یہ حصص کی سند میں بیان کی گئی ہے.

2-کاغذی قیمت : یہ وہ قیمت ہے جو کمپنی کے التزامات کو نکال کر، اور اس کی اصل کو صادر شدہ حصص میں تقسیم کر کے بنتی ہے.

3-حصہ کی حقیقی قیمت :

یہ وہ مالی قیمت ہے کہ اگر کمپنی کو ختم کیا جائے اور اسے موجودہ حصص میں تقسیم کرنے پر قیمت بنے.

4-مارکیٹی قیمت :

یہ وہ قیمت ہے جس میں مارکیٹ کے اندر وہ حصص فروخت ہوتے ہیں اور یہ مانگ اور پیشکش کے اعتبار سے بدلتی رہتی ہے.

اور یہ حصص لوگوں کے مابین لین دین اور تعامل کے قابل ہیں، جس طرح باقی سامان ہے، جسے بعض لوگ خرید و فروخت کا سامان بناتے ہیں، تا کہ اس سے منافع حاصل کر سکیں.

سوال نمبر (4714) کے جواب میں یہ بیان ہو چکا ہے کہ جب کمپنی کوئی حرام اشیاء کا کام نہ کرتی ہو تو اس کے حصص کی خرید و فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے.

کمپنی کے حصص کی زکاۃ کس طرح ادا کی جائے ؟

بعض حصہ دار تو حصص کا کاروبار منافع کی غرض سے کرتے ہیں، اور بعض لوگ حصص کو آمدن کے لیے حاصل کرتے ہیں نہ کہ اس کا کاروبار کرنے کے لیے.

پہلی قسم کے افراد کے ہاں تو یہ حصص تجارتی مال شمار ہونگے ، اور اسٹیچنج میں لین دین ، تو اس طرح اس کا حکم تجارتی سامان کا ہوگا ، تو اس کی زکاۃ ہر سال کے آخر میں اس کی قیمت کے اعتبار سے حاصل کی جائے گی.

اور دوسری قسم میں عصر حاضر کے محققین اور ریسرچ کرنے والے علماء کرام کا اختلاف ہے ، اور اس میں ان کے ہاں تو بنیادی چیزیں ہیں :

اول : اسے کمپنی کی نشاط اور کام کے قطع نظر تجارتی سامان شمار کیا جائے.

ان کا کہنا ہے کہ اس کا مالک بالکل اسی طرح منافع حاصل کرتا ہے جس طرح کوئی تاجر اپنے سامان سے منافع حاصل کرتا ہے ، تو اس اعتبار سے یہ تجارتی سامان ہوا.

اور یہ قول اصل میں اس پر مبنی ہے کہ اب صنعتی آلات اور سامان میں زکاۃ ہے ، کیونکہ ان کے ہاں اسے اموال نامی یعنی بڑھنے والا سامان شمار کیا جاتا ہے.

اور اس قول کو محمد ابوزھرہ ، عبدالرحمن بن الحسن ، اور عبدالوھاب خلاف وغیرہ نے اختیار کیا ہے.

دوسری وجہ :

ان حصص کو صادر کردہ کمپنی کی قسم کو دیکھتے ہوئے ان حصص کے حکم میں فرق کرنا.

یہ جمہور معاصر علماء کا قول ہے ، اگرچہ وہ بعض تفصیلات کے اندر آپس میں اختلاف کرتے ہیں.

ان حصص کمپنیوں کو چار قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے :

اول :

صرف صنعتی کمپنیاں جو تجارتی اعمال نہیں کرتیں ، جیسا کہ رنگوں ، ہوٹلنگ ، اور مواصلات کی کمپنیاں ہیں ، تو ان کے حصص میں زکاۃ نہیں ہے کیونکہ ان کے حصص کی قیمت آلات اور مشینوں اور عمارتوں اور سامان میں ہوتی ہے ، جو ان کے استعمال کی لازمی اشیاء ہیں ، اور ان اشیاء میں کوئی زکاۃ نہیں ، بلکہ ان حصص کے منافع میں زکاۃ ہوگی لیکن وہ اس وقت جب نصاب کو پہنچے اور سال پورا ہو جائے.

دوم :

خالصتا تجارتی کمپنیاں.

سوم :

تجارتی و صنعتی کمپنیاں.

وہ خالص تجارتی کمپنیاں جو بغیر کسی تحویل کے سامان کی خرید و فروخت کرتی ہیں ، مثلا امپورٹ ایکسپورٹ کمپنیاں ، اور خارجی تجارت کی کمپنیاں.

اور صنعتی و تجارتی کمپنیاں جو کہ صنعت اور تجارت دونوں کا کام کرتی ہیں، مثلا وہ کمپنیاں جو خام مال نکالتی ہیں، یا وہ خام مال خرید کر اس میں کچھ تبدیلی کر کے اسے فروخت کرتی ہیں، مثلا پٹرول کمپنیاں، اور بننے اور کاتنے والی کمپنیاں، اور سٹیل و لوہے کی کمپنیاں، اور کیمائی مواد کی کمپنیاں وغیرہ.

یہ دونوں قسم کی کمپنیاں (خالص تجارتی، اور تجارتی و صنعتی کمپنیاں) ان کے حصص میں سے عمارتوں اور آلات و مشینری کی قیمت نکال کر اس کمپنی حصص میں زکاۃ واجب ہوگی.

اور عمارتوں، آلات اور مشینری وغیرہ کی قیمت سالانہ بجٹ کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے.

چہارم :

زراعتی کمپنیاں، یعنی جن کمپنیوں کا زراعتی کام ہو.

تو اس میں کھیتی اور پھل کی زکاۃ ہوگی اگر تو وہ اس میں سے ہو جس میں زکاۃ واجب ہوتی ہے تو ہر حصہ دار کے حصہ کو دیکھا جائے گا کہ اس کے مقابلے میں کھیتی اور پھل کتنے آتے ہیں، تو حصہ کے مالک پر زکاۃ واجب ہوگی، اگر تو وہ قیمتا سیراب نہیں کرتا ہے تو اس میں عشر ہوگی، اور اگر قیمتا سیراب کرتا ہے تو اس میں نصف عشر ہوگی، لیکن شرط یہ ہے حصہ دار کا حصہ نصاب کو پہنچے جو کہ تین سو (300) صاع ہے.

یہ اس وجہ پر مبنی ہے کہ فیکٹریاں اور عمارتیں مثلا ہوٹل اور گاڑیاں وغیرہ میں زکاۃ نہیں بلکہ ان کے منافع میں زکاۃ ہے جبکہ وہ نصاب تک پہنچے اور اس پر سال گزر جائے، جس کا بیان سوال نمبر (74987) کے جواب میں گزر چکا ہے.

اور یہ دوسرا قول زیادہ صحیح ہے، کیونکہ حصہ کمپنی کا ایک جزء ہے تو زکاۃ میں اس کا حکم بھی کمپنی جیسا ہی ہوگا، چاہے وہ کمپنی صنعتی ہو یا تجارتی یا زراعتی.

اس قول کو شیخ عبد الرحمن عیسی نے اپنی کتاب "المعاملات الحدیثۃ واحکامھا" اور شیخ عبد اللہ البسام اور ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی نے مجلۃ المجمع الفقھی (742/4) میں اختیار کیا ہے.

اور بسام نے ذکر کیا ہے کہ تجارتی اور صنعتی کمپنیوں کے مابین فرق کرنا جمہور علماء کا قول ہے.

دیکھیں : مجلۃ المجمع الفقھی (725/4).

تنبیہ :

اس پر متنبہ رہنا چاہیے کہ صنعتی یا زراعتی کمپنیوں کے خزانے نقدی اموال سے خالی نہیں ہوتے، اور ان اموال میں زکاۃ واجب ہونے میں کوئی اشکال نہیں، لہذا اس نقدی کا اندازہ لگایا جائے گا کہ ایک حصہ کتنے کے برابر ہے، اور حصہ دار کے مالک کے ذمہ اس کی زکاۃ نکالنا ہوگی، اگر وہ اکیلا حصہ نصاب کو پہنچے یا حصہ کے مالک کے پاس موجود نقدی کو ملا کر نصاب تک پہنچے تو وہ اس کی زکاۃ ادا کرے گا.

ڈاکٹر علی السالوس کا یہی کہنا ہے، دیکھیں : مجلۃ المجمع الفقھی (849/4).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی نے بھی یہی تنبیہ کرتے ہوئے کہا ہے :

اگر انسان نے یہ حصص تجارتی غرض کے لیے خریدے ہوں، یعنی اس نے یہ حصص آج خریدے اور کل جب بھی اسے منافع ملا اسے فروخت کر دے تو اسے ان حصص میں ہر برس زکاۃ ادا کرنا ہوگی، اور اس کے منافع میں سے بھی جو حاصل ہوگا اس کی بھی زکاۃ ادا کرے گا.

اور اگر یہ حصص ڈویلپمنٹ وغیرہ کے لیے ہوں، اور وہ اسے فروخت کرنے کا ارادہ نہ رکھے، تو دیکھا جائے گا کہ؛ جو نقدی ہو سونا یا چاندی یا نقد کرنسی تو اس میں زکاۃ واجب ہوگی، کیونکہ کرنسی اور سونا و چاندی میں بعنیہ زکاۃ واجب ہے، لہذا وہ ہر حال میں اس کی زکاۃ ادا کرے گا.

تو اس وقت اس ادارے کے ذمہ داران سے دریافت کیا جائے گا کہ ان کے خزانے میں کیا کچھ مال ہے.

اگر تو اشیاء اور منافع ہو؛ نہ کہ سونا اور چاندی، اور نہ ہی کرنسی تو اس میں زکاۃ نہیں بلکہ زکاۃ اس میں ہوگی جو اس سے حاصل ہوا اور اس کی ملکیت میں اس پر سال پورا ہو جائے. انتہی

دیکھیں: مجموع فتاوی ابن عثیمین (199/18).

مستقل فتوی کمیٹی سے مندرجہ ذیل سوال کیا گیا:

ہم نے کمپنیوں کے حصص کی خریداری میں رقم کی سرمایہ کاری کی ہے، یہ علم میں رہے کہ بعض کمپنیاں منافع تقسیم کرنے سے قبل شرعی زکاۃ کاٹ لیں گی، اور بعض نہیں تو کیا زکاۃ اصل مال پر ہوگی یا ان کمپنیوں کے منافع پر؟

یہ علم میں رکھیں کہ حصہ داری کی دو قسمیں ہیں:

ا ایک قسم تو صرف منافع حاصل کرنے کے لیے ہے، نہ کہ حصص کی فروخت کے لیے.

ب دوسری قسم تجارتی سامان کی طرح حصص کی فروخت کے لیے ہے؟

کمیٹی کا جواب تھا:

اس کے ذمہ فروخت والے حصص اور ان کے منافع پر ہر سال زکاۃ نکالنی واجب ہے، اور اگر کمپنی حصہ داروں کی طرف سے زکاۃ نکالتی ہے تو یہ کافی ہے.

لیکن وہ حصص جو صرف سرمایہ کاری کے لیے ہیں، ان کے منافع میں زکاۃ واجب ہوگی جب اس پر ایک سال پورا ہو جائے تو زکاۃ ادا کرے، لیکن اگر نقدی ہو تو پھر زکاۃ اصل اور منافع دونوں پر ہوگی. انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (341/9).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی سے مندرجہ ذیل سوال کیا گیا:

بعض تجارتی ادارے جائداد وغیرہ میں حصہ داری کا معاملہ کرتے ہیں، اور ادارے کے پاس ایک لمبی مدت تک رقم رہتی ہے، جو کئی سالوں تک محیط ہوتی ہے، تو اس حصہ داری کے اموال کی زکاۃ کیسے ادا کی جائے؟

اور کیا ادارے کا مالک اس سارے مال کی وقت کے مطابق زکاۃ ادا کر سکتا ہے، اور پھر وہ اس زکاۃ کو حصہ داروں کے اصل مال یا منافع تقسیم کرنے سے قبل نکال لے؟

شیخ رحمہ اللہ تعالی کا جواب تھا :

تجارتی حصہ داریوں میں ہر سال زکاۃ واجب ہوتی ہے؛ کیونکہ یہ تجارتی سامان ہے، لہذا اس ہر سال زکاۃ کے وقت ان کی قیمت کا اندازہ لگا کر اس کے دس کا چوتھا حصہ نکالے گا، چاہے وہ خریداری کی قیمت کے برابر ہو یا اس سے کم یا زیادہ.

اور رہا ادارے کے مالک کا زکاۃ نکالنا، اگر تو یہ حصہ داروں کی جانب سے بطور وکیل ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں، اور سابقہ تناسب کے مطابق ہی زکاۃ نکالی جائے گی، اور اگر وہ اسے زکاۃ نکالنے میں وکیل نہیں بناتے تو وہ زکاۃ نہ نکالے، لیکن اسے زکاۃ واجب ہونے کے وقت ہر حصہ دار کو اس کی قیمت بتانا ہوگی تا کہ وہ اس کی زکاۃ اپنے حصہ کے مطابق نکال سکیں، یا پھر وہ اسے زکاۃ نکالنے میں وکیل بنا دیں، اور اگر ان میں سے بعض اسے وکیل بنائیں اور بعض نہ بنائیں تو جنہوں نے وکیل بنایا ہے ان کی زکاۃ نکال دے اور باقی حصہ داروں کی زکاۃ نہ نکالے.

اور یہ معلوم ہے کہ جب اس نے زکاۃ نکالی تو اسے اصل مال سے منہا یعنی کم کیا جائے گا، یا پھر منافع میں سے کاٹ لیا جائے گا. انتہی

دیکھیں : مجموع فتاوی ابن عثیمین (217/18).

اس قول کا خلاصہ :

وہ حصص جس کے مالک نے ان حصص سے تجارت اور منافع کا ارادہ کیا ہو، اور تجارتی کمپنیوں کے حصص میں حصہ کی اصل رقم اور منافع دونوں میں زکاۃ واجب ہے.

اور صنعتی کمپنیوں کا منافع جب زکاۃ کے نصاب کو پہنچے اور اس پر پورا سال گزر جائے تو اس پر زکاۃ واجب ہوگی، اور اس کے حصص میں زکاۃ نہیں مگر اس حصہ کے مقابلہ میں جو کمپنی کے خزانہ میں اس کی قیمت ہے اس پر زکاۃ ہوگی.

اور زراعتی کمپنیوں میں حصہ کے مقابلہ میں جو کھیتی یا پھل ہیں اگر وہ ان زکاۃ والی اصناف میں شامل ہیں تو ایک شرط کے ساتھ ان میں زکاۃ واجب ہوگی کہ اگر وہ حصہ نصاب کو پہنچے، اور وہ نصاب تین سو صاع ہے اور کمپنی میں خزانے میں جو حصہ کے مقابلے میں نقدی ہے اس پر بھی زکاۃ لاگو ہوگی.

کیا زکاۃ کمپنی کے ذمہ ہوگی یا حصہ داروں پر؟

بعض محققین کا کہنا ہے کہ زکاۃ کمپنی کے ذمہ ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ حصہ دار کمپنی کو ایک مستقل اور شخصی اعتبار حاصل ہے، اور وہ مال میں تصرف کرنے کا حق رکھتی ہے، اور زکاۃ مال کے متعلقہ ہے، اس لیے زکاۃ کے لیے بلوغت اور عقل کی شرط نہیں رکھی گئی.

اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ کمپنی کو اگرچہ شخصی اعتبار حاصل ہے تو یہ شخصیتی اس پر زکاۃ کے وجوب کے لیے صالح نہیں، جبکہ زکاۃ کے وجوب کے اسلام اور آزادی... الخ کی شرط ہے، اور یہ اوصاف کمپنی میں نہیں ہیں.

پھر یہ بھی ہے کہ کمپنی کی ملکیت میں جو مال ہے وہ اس کا اپنا نہیں بلکہ اس کی ملکیت تو حصہ داروں کی نیابت میں ہے، اصلا ملکیت تو حصہ داروں کی ہے نہ کہ کمپنی کی.

اور انہوں نے چوپایوں میں شراکت سے قیاس کرتے ہوئے بھی دلیل پکڑی ہے، کیونکہ سارے مال میں زکاۃ واجب ہوتی ہے کہ جیسا وہ سارا ہے، نہ کہ ہر شریک کے مال پر علیحدہ علیحدہ.

اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ : چوپایوں کے جمع میں زکاۃ کے وجوب کا معنی یہ نہیں کہ مال کمپنی پر اس تخصی اعتبار سے مال واجب ہے ، بلکہ اس کا معنی تو یہ ہے کہ شراکت داروں کا مال اور زکاۃ کا حساب ایک دوسرے کے ساتھ جمع کیا جائے جیسا کہ ایک ہی شخص کا مال ہے .

اور جمہور علماء کرام اور محققین کا کہنا ہے کہ زکاۃ حصہ دار پر اور صحیح بھی یہی ہے کیونکہ مال کا حقیقی مالک تو حصہ دار ہے ، اور کمپنی تو صرف اس کی نیابت کرتے ہوئے کمپنی کی شروط کے مطابق اس کے حصوں میں تصرف کر رہی ہے .

اور اس لیے بھی کہ زکاۃ ایک عبادت ہے جس کی ادائیگی کے وقت نیت کی ضرورت ہے ، اور اس کی ادائیگی میں اجرو ثواب حاصل ہوتا ہے ، اور زکاۃ ادا نہ کرنے والے کو سزا دی جاتی ہے ، اور حصہ دار کمپنی میں اس چیز کا تصور بھی نہیں.

حصص کی زکاۃ کون نکالے گا : کمپنی یا حصہ دار ؟

اصل تو یہ ہے کہ حصہ کی زکاۃ نکالنے والا حصہ دار خود ہے ، کیونکہ وہ اس کا مالک اور وہی زکاۃ نکالنے کا مکلف بھی ہے ، لیکن اگر اس کی نیابت کرتے ہوئے کمپنی اس کی جانب سے زکاۃ نکال دے تو اس میں کوئی حرج نہیں فقہی اکیڈمی نے بیان کیا ہے کہ چار حالت میں حصہ دار کمپنی کا زکاۃ نکالنے میں کوئی مانع نہیں :

"جب کمپنی نے اپنے اساسی نظام میں یہ بیان کیا ہو، یا پھر عمومی کمیٹی کی جانب سے اس کا فیصلہ کیا جائے ، یا حکومت کا قانون کمپنیوں کو زکاۃ نکالنے کا پابند کرتا ہو، یا پھر حصہ داروں کی جانب سے کمپنی کو اتھارٹی لیٹر ملے کہ وہ اس کے حصہ میں سے زکاۃ ادا کر دے "

دیکھیں : مجلۃ المجمع الفقھی (881/1/4).

حصوں کی زکاۃ کی مقدار :

کمپنیوں کے حصص کی زکاۃ دس کا چوتھا یعنی اڑھائی فیصد (2.5%) ہے چاہے اس کے مالک کا مقصد تجارتی ہو یا سالانہ منافع حاصل کرنا، کیونکہ اگر وہ تجارتی مقاصد سے ہوں تو یہ تجارتی سامان ہے ، اور تجارتی سامان کی زکاۃ ربع العشر دس کا چوتھا حصہ ہے ، اور اگر اس نے سالانہ منافع حاصل کرنے کے لیے حاصل کیے ہیں تو یہ کرایہ والی عمارت کے مشابہ ہے ، اور جائداد کے کرایہ میں بھی زکاۃ اڑھائی فیصد ہے.

حصوں کے سال کا حساب کب شروع ہوگا ؟

تجارتی کمپنیوں کے حصوں یا ان حصوں میں جن کے مالک حصص کی تجارت کرتے ہیں تو سال میں ان کا منافع بھی اصل مال کے تابع ہے ، کیونکہ تجارت کے منافع میں کوئی نیا سال شمار نہیں کیا جائیگا ، بلکہ اس کا سال بھی وہی ہے جو اصل مال کا ہے ،اگر اصل مال نصاب کو پہنچتا ہو.

دیکھیں : المغنی لابن قدامۃ (75/4).

ایک بات کی تنبیہ ضروری ہے کہ جب تجارتی سامان سونے یا چاندی یا نقدی کے ساتھ خریدا جاتا ہے تو اس کی خریداری سے نیا سال شروع نہیں کیا جائے گا، بلکہ اگر وہ نصاب کے مطابق ہے تو اس کی بنا انہیں پیسوں اور نقدی پر ہوگی جس سے سامان خریدا گیا ہے .

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

آپ کو علم ہونا چاہیے کہ تجارتی سامان کا سال اس کی خریداری کے بعد نہیں آتا، بلکہ اس کا سال اصل مال والا ہی ہے، کیونکہ وہ تو راس المال سے دراہم کی طرح ہے جسے آپ نے سامان میں تبدیل کر دیا ہے، تو اس کا سال پہلے مال کا ہی ہو گا" انتہی

دیکھیں: مجموع فتاوی ابن عثیمین (234/18).

مزید تفصیل کے لیے آپ سوال نمبر (32715) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

اور صنعتی کمپنیاں اور وہ جو اپنے حصص سرمایہ کاری اور سالانہ منافع پر رکھتی ہیں، نہ کہ تجارتی غرض سے تو ان حصص کے منافع پر زکاۃ ہو گی اگر ہر حصہ نصاب کو پہنچتا ہو، یا جس کے پاس نقد رقم ہے وہ اس حصہ کے ساتھ ملا کر نصاب کو پہنچ جائے تو اس کی زکاۃ ادا کرنا ہو گی، اور اس کے سال کا حساب اس منافع کو لینے کے وقت سے شروع ہو گا، جیسا کہ فقہ اکیڈمی اور شیخ عبد اللہ البسام کا فیصلہ ہے.

دیکھیں: مجلۃ المجمع الفقھی (722/1/4).

یہاں ایک تنبیہ کرنا ضروری ہے کہ زراعتی کمپنیوں کے حصوں جن میں کھیتی اور پھلوں کی زکاۃ واجب ہوتی ہے علماء کرام کے اتفاق کے مطابق اس میں زکاۃ واجب ہونے کے لیے سال پورا ہونے کی شرط نہیں، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

.{اور اس کا حق کاٹنے کے دن ادا کرو}.الانعام (141).

دیکھیں: الموسوعۃ الفقھیۃ (281/23).

تو ہر محصول کی زکاۃ علیحدہ شمار کی جائے گی.

زکاۃ نکالنے کے لیے حصہ کی قیمت کس طرح لگائی جائے گی؟

جن حصوں میں زکاۃ واجب ہے (جن میں مالک تجارت کرتا، یا تجارتی کمپنی کے حصص ہوں) اس کی زکاۃ سال کے آخر میں مارکیٹ قیمت کے مطابق لگا کر زکاۃ نکالی جائے گی.

کیونکہ یہ حصص تجارتی سامان ہیں، اور تجارتی سامان کی سال کے آخر میں قیمت لگا کر پھر اس قیمت پر زکاۃ نکالی جاتی ہے، لیکن حصے کی اصل قیمت کو نہیں دیکھا جاتا.

مزید تفصیل کے لیے آپ سوال نمبر (32715) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

اور وہ حصص جن میں زکاۃ نہیں ہے (وہ صنعتی کمپنیوں کے حصص ہیں) سال کے آخر میں ان حصص کی قیمت لگانے کی کوئی ضرورت نہیں، کیونکہ اس کی زکاۃ اس کے منافع پر ہے نہ کہ حصص پر.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی سے مندرجہ ذیل سوال کیا گیا:

کیا حصص کی زکاۃ اس کی رسمی قیمت پر ہو گی یا مارکیٹ کی قیمت کے مطابق یا کیا کرنا ہو گا؟

تو شیخ رحمہ اللہ تعالی کا جواب تھا:

حصص اوراس کے علاوہ دوسرے تجارتی سامان پر مارکیٹ کی قیمت کے مطابق زکاۃ ہوگی، لہذا جب خریداری قیمت ایک ہزار ہواور زکاۃ کے وجوب کے وقت اس کی قیمت دو ہزار ہو تو اس کا اندازہ دو ہزار لگایا جائے گا کیونکہ چیز کی قیمت تو زکاۃ کے وجوب کے وقت معتبر ہوگی نہ کہ اس چیز کی خریداری کے وقت کی قیمت. انتہی

دیکھیں: مجموع فتاوی ابن عثیمین (197/18).

واللہ اعلم.